تین طلاقوں کی شرعی حیثیت

مؤلف:

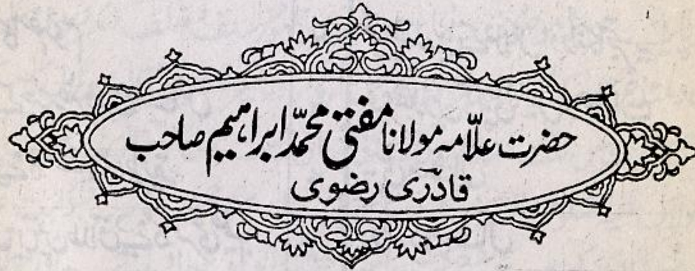
حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب
قادری رضوی

مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر

نور قلم سکھر

تین طلاقوں کی شرعی حیثیت

مؤلف:



مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر

نور قلم سکھر

نام کتاب: ____ تین طلاقوں کی شرعی حیثیت
مصنّف: ____ حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم صاحب قادری رضوی
بفیضِ رُوحانی: ___ بُرہانِ ملت حضرت بُرہان الحق صاحب جبلپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ
کتابت: ____ خاک پائے علمائے اہلسنت محمد عرف نور محمد نورقلم سکھر
ناشر: ____ مکتبہ نوریہ رضویہ پان منڈی سکھر
قیمت: ____

فہرست مضامین تین طلاقوں کی شرعی حیثیت

تاثرات

مفتی اعظم سندھ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین صاحب قادری
مہتمم دارالعلوم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

اما بعد ___ عزیز محترم فاضل محتشم مولانا مفتی محمد ابراہیم قادری رضوی سلمہٗ کے رسالہ جلیلہ ___ "تین طلاقوں کی شرعی حیثیت" کا مطالعہ فقیر نے کیا بہت ہی مدلل اور مُفید پایا ___ عزیز موصوف نے اس موضوع پر جمہور سلف وخلف ائمہ دین، عُلماء متقدمین ومتاخرین کے اقوال اور فتاویٰ کو نقل فرماکر اور غیر مقلدین کے استدلال کا مسکت جواب دیکر صحیح سمت میں ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرمائی ہے ___ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے اس سعی جمیل کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے نفع کثیر اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے ___ اور مؤلف موصوف کو دارین میں جزاء خیر مرحمت فرمائے ___ آمین ___

فقیر ابوالخیر محمد حسین قادری رضوی مصطفوی غفرلہٗ
خادم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر
۶ ربیع الاوّل شریف ۱۴۱۴ھ

تاثرات

حضرت اُستاذ العلماء مولانا العلامہ غلام محمد سیالوی صاحب مہتمم شمس العلوم جامعہ رضویہ کراچی
و ناظم شعبۂ امتحانات تنظیم المدارس = اھل السنۃ = پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی و نسلّم علٰی رسولہ الکریم امّا بعد ___ اگر ایک مجلس میں شوہر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے تو غیر مقلدین اسے ایک قرار دیتے ہیں جبکہ اہلسنّت و جماعت کے نزدیک ایسی صورت میں تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں۔ لیکن غیر مقلدین عوام الناس کو اس طرح دھوکہ دیتے ہیں کہ قرآن و حدیث کی رُو سے تین طلاقیں واقع نہیں ہوتیں بلکہ صرف فقہا ہی اسکے قائل ہیں۔ جس سے عوام کے قلوب و اذہان میں شکوک و شبہات جنم لے رہے تھے ___ بحمدہ تعالیٰ مخدوم و محترم مفتی اہلسنّت حضرت علامہ مفتی **محمد ابراہیم** القادری دامت برکاتہم العالیہ نے بر وقت غیر مقلدین کی تلبیسی چال کا نوٹس لیا اور عوام الناس کے لئے **"تین طلاقوں کی شرعی حیثیت"** کے عنوان سے رسالہ تحریر فرمایا جسمیں دیگر دلائل کے علاوہ قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تین ہی واقع ہوتی ہیں۔ نیز غیر مقلدین کے اعتراضات کا مدلل طور پر قلع قمع فرما کر مسئلہ الم نشرح فرما دیا ___

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اس رسالہ کو تمام مسلمانوں کے لئے مفید بنائے۔ اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ___ مؤلف موصوف کی سعی کو مشکور فرمائے اور انھیں دنیا و آخرت میں اجرِ عظیم عطا فرمائے

ادنیٰ خادم اہلِ سُنّت
دُعا گو دُعا جو
ابو الظفر غلام محمد
۹ ربیع الاوّل شریف ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۹۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی خصوصاً علٰی
حبیبہ المصطفٰی وآلہ المجتبٰی واصحابہ التقٰی والنقٰی

امابعد یہ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ مرد بسا اوقات غصّہ کے عالم میں انجام کی پرواہ کئے بغیر اپنی بیوی کو ایک ہی سانس میں کم سے کم تین طلاقیں دے دیتا ہے ___ وہ اپنے اس عمل سے نہ صرف یہ کہ بیوی سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ خدا و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجل وعلا) کی ناراضگی بھی مول لے لیتا ہے ___ ایسے میں بعض خدا ترس لوگ مطلقہ بیوی سے ہمیشہ کیلئے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور بعض مطلقہ بیوی سے اس کے نئے عقد اور پھر طلاق و عدت کے بعد نکاح کر لیتے ہیں جو از روئے شریعت جائز ہے ___

اور بعض ناعاقبت اندیش لوگ مطلقہ بیوی کو حاصل کرنے کے لئے علماء کرام سے غلط بیانی کر کے جواز کا فتویٰ لے لیتے ہیں ___ مفتی چونکہ سرکاری جج کے برعکس اصل واقعہ کی تحقیق کرنے سے عاجز ہوتا ہے اس لئے وہ سائل کی بیان کردہ صورتِ مسئلہ کی روشنی میں فتویٰ دینے پر مجبور ہوتا ہے ___ مگر سائل کے لئے کوئی مجبوری نہیں وہ تو اندر کی بات کو جانتا ہے اور حقیقت سے واقف ہوتا ہے اس لئے مفتی کا فتویٰ اُسے حرام کاری اور آخرت میں خدا کے عذاب و غضب سے نہیں بچا سکے گا ___ اور کچھ اسی قماش کے لوگ غیر مقلدین (اہلِ حدیث) کے ہاں پہنچ جاتے ہیں اور وہ انہیں لکھ کر دے دیتے ہیں کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے اور وہ اس پر بزعم خویش قرآن و حدیث کے حوالے بھی پیش کرتے ہیں ___ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگ دِل سے جانتے ہیں کہ ان کی یہ حرکت درست نہیں مگر شیطان کے بہکاوے سے اِن مولویوں کے فتوؤں کو آڑ بنا کر مطلقہ بیوی اور اس کے عزیزوں کو قائل کر لیتے ہیں ___ اور مطلقہ بیوی اور اس کے عزیز دین سے دُوری اور علمِ دین سے جہالت کی وجہ سے قائل ہو جاتے ہیں

یہ چند صفحات ایسے ہی بھٹکے ہوئے بھائیوں کو صحیح راستہ دکھانے کے لئے لکھے

گئے ہیں ـــ اور چونکہ اہلحدیث حضرات عموماً ایسے موقعوں پر صحاح ستہ یعنی بخاری، مسلم، ترمذی ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ سے دلیل پیش کرنے کا مطالبہ اور اس پر اصرار کرتے ہیں اسلئے میں نے اکثر و بیشتر حوالے صحاح ستہ سے دینے کی کوشش کی ہے ـــ اگرچہ غیر مقلد حضرات خود کو صحاح ستہ کا پابند نہیں سمجھتے وہ اکثر مسائل میں بیہقی، مسند امام احمد وغیرہ کے حوالے دیتے ہیں جو صحاح ستہ سے خارج ہیں ـــ خود تین طلاق کے مسئلہ میں انکے مسلک کی ساری عمارت حدیث رکانہ پر قائم ہے جسے وہ مسند امام احمد بن حنبل سے نقل کرتے ہیں۔ اور نہ ہی آجتک یہ عمل بالحدیث کے دعویدار لوگ کسی حدیث سے یا کسی بھی شرعی دلیل سے یہ بات ثابت کر سکے ہیں کہ جو حدیث صحاح ستہ سے خارج ہو وہ قابل قبول نہیں ـــ اللہ تعالیٰ کج فہمی سے اور بدراہ روی سے بچائے ـــ خدائے ذوالجلال سے دعا ہے کہ ان سطور کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور انہیں عامۃ المسلمین کیلئے نافع بنائے آمین بحق طٰہٰ و یٰسین۔

طلاق کا مفہوم

عورت نکاح سے شوہر کی پابند ہو جاتی ہے ـــ اس پابندی کے اٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں

طلاق کے چند ضروری مسائل

۱ ـــ بلاوجہ طلاق دینا ناجائز ہے ـــ اور کسی شرعی وجہ سے طلاق دینا مباح ہے اور بعض صورتوں میں طلاق دینا مستحب (بہتر) ہے ـــ مثلاً عورت شوہر کو ایذاء و تکلیف پہنچاتی ہے یا نماز نہیں پڑھتی ـــ اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب و لازم ہے ـــ جیسے شوہر نامرد ہو ـــ

۲ ـــ طلاق جس طرح زبان سے ہو جاتی ہے تحریر سے بھی ہو جاتی ہے ـــ

۳ ـــ اسٹامپ نویس کو چاہیئے کہ جب تک شوہر تین طلاقوں کا امر نہ کرے تین طلاقیں نہ لکھے بلکہ صرف ایک طلاق لکھے تاکہ شوہر کو اچھی طرح سوچنے سمجھنے کا موقعہ ملجائے

۴ ـــ زبانی و تحریری طلاق جس طرح گواہوں کی موجودگی میں ہو جاتی ہے بغیر گواہوں کے بھی ہو جاتی ہے ـــ

۵ ـــ ماہواری میں طلاق دینا جائز نہیں مگر طلاق ہو جائے گی ـــ ایسے میں شوہر پر رجوع لازم ہے (بشرطیکہ اس نے ایک یا دو طلاقیں دی ہوں) پھر پاکی کے دنوں میں چاہے تو طلاق دے دے ـــ

۶ ـــ اگر عورت حاملہ ہو جب بھی طلاق ہو جاتی ہے ـــ

طلاق دینے کا شرعی طریقہ

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہے تو اس کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ ایسے طُہر (دو ماہواری کے درمیان پاکی کی مدت کو طُہر کہتے ہیں) میں جس میں وہ ہمبستر نہیں ہوا ایک طلاق رجعی دے اور چھوڑے رہے یہاں تک کہ اس کی عدت گذر جائے ـــ یا تین طُہروں میں تین طلاقیں دے بشرطیکہ ان میں صحبت و ہمبستری نہ کی ہو ـــ اگر شوہر نے طلاق کا پہلا طریقہ اختیار کیا تو عدت کے اندر بغیر نکاح کے رجوع کر سکتا ہے ـــ یعنی عدت کے اندر اگر وہ بیوی سے کہہ دے کہ میں نے تجھے نکاح میں واپس لیا ـــ یا تجھ سے رجوع کیا تو بغیر نکاح کیے عورت حلال رہے گی۔ اور اگر رجوع نہیں کیا یہاں تک کہ عدت گذر گئی تو مرد نکاح کر سکتا ہے ـــ اور اگر شوہر نے دوسرا طریقہ اختیار کیا تو ۲ طلاق تک عدت کے اندر اسے رجوع کا اختیار ہے ـــ اور جیسے ہی تیسری طلاق دیگا بیوی حرام ہو جائیگی ـــ بغیر حلالہ کے یہ شخص اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔

ایک مجلس میں تین طلاق دینے کا شرعی حکم

جس طرح ماہواری میں طلاق دینا گناہ ہے مگر طلاق ہو جاتی ہے ـــ اسی طرح ایک مجلس میں تین طلاق دینا گناہ ہے مگر تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں ـــ خواہ شوہر تین طلاقیں ایک لفظ سے دے جیسے کہے تجھے تین طلاق ـــ یا متعدد الفاظ سے دے جیسے کہے تجھے طلاق ہے ـــ طلاق ہے ـــ طلاق ہے ـــ

اس سلسلے میں ایک **حدیث** ملاحظہ ہو ـــ

عن عبد اللہ بن عمر انہ طلق امرأتہ تطلیقۃ وھی حائض ثم اراد ان یتبعھا تطلیقتین اخریین

حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو ماہواری کے ایام میں ایک طلاق دی پھر اس کے بعد دو ماہواریوں میں مزید دو طلاقیں دینے کا

عند القرائن فبلغ ذالك رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال یا ابن عمر ما هٰکذا امرك الله قد اخطات السنة والسنة ان تستقبل الطهر فیطلق لکل قرء فامرنی فراجعتها فقال اذا هی طهرت فطلق عند ذالك او امسك فقلت یارسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ارائیت لو طلقتها ثلثا ان کان یحل لی ان اراجعها فقال لا کانت تبین منك فکانت معصیة ــ دارقطنی صفحہ ۳۱ جز ۴ ــ

ارادہ کیا جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو واقعہ کی اطلاع ہوئی تو فرمایا اے عمر کے بیٹے اللہ تعالیٰ نے تجھے اس طرح طلاق دینے کا حکم نہیں فرمایا۔ تم نے سُنّت کے خلاف کیا اور سُنّت یہ ہے کہ شوہر طہر کا انتظار کرے اور ہر طہر میں ایک طلاق دے۔ پھر حضور نے مجھے رجوع کا حکم فرمایا اور میں نے رجوع کرلیا پھر فرمایا جب وہ پاک ہوئے تو تم چاہو تو طلاق دے دینا اور چاہو تو روک رکھنا ــ پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اگر میں اُسے تین ۳ طلاق دے دیتا تو کیا میرے لئے رجوع کرنا حلال ہوتا؟ ــ آپ نے فرمایا ایسے میں تیرے لئے رجوع حلال نہ ہوتا اور وہ تیرے نکاح سے نکل جاتی اور یہ گناہ کی بات ہوتی ــــ

معلوم ہوا حیض میں طلاق دینا ناجائز ہے **مگر** طلاق ہوجاتی ہے ــ اسی طرح ایک مجلس میں تین ۳ طلاق دینا ناجائز ہے **مگر** طلاق ہوجاتی ہے ــ

تین طلاق کے واقع ہونے پر قرآن سے استدلال

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے ــ

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ ــ سورۃ البقرہ ۲۲۹

طلاق رجعی دو بار تک ہے ــ پھر بھلائی کیساتھ روک لینا ہے یا اچھائی کیساتھ چھوڑ دینا ــ

اِس سے کچھ آگے ارشاد فرمایا ــــ

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ ــ سورۃ البقرہ ۲۳۰

پھر اگر (شوہر نے) اُسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اُسے حلال نہ ہوگی جبتک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے ــــ

اس آیت کریمہ میں تیسری طلاق دینے پر بیوی کو حرام تو بتایا گیا مگر اس حرمت کیلئے کوئی قید نہیں لگائی گئی نہ ایک مجلس کی نہ متعدد مجلسوں کی ــ معلوم ہوا تین طلاقیں جس طرح سے دی جائیں تین ہی واقع ہوتی ہیں۔ خواہ ایک نشست میں دی جائیں خواہ چند نشستوں میں ــ

احادیث نبویہ سے استدلال

پہلی حدیث:

عن عائشة ان رجلا طلق امرأته ثلثا فتزوجت فطلق فسئل النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اتحل للاول قال لا حتی یذوق عسیلتها کما ذاق الاول ــ صحیح بخاری جلد دوم صـ ۷۹۱ ــ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں پھر اُس عورت نے دوسرے مرد سے نکاح کیا پھر اُس نے بھی طلاق دیدی تو حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے پوچھا گیا کہ کیا یہ عورت پہلے خاوند کیلئے حلال ہوگئی؟ ــ تو حضور نے ارشاد فرمایا نہیں ــ جبتک دوسرا خاوند اس سے ہمبستر نہ ہولے جیسے کہ پہلا شوہر ہمبستر ہوا تھا۔

اس حدیث سے واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ تین طلاق دینے سے بیوی حرام ہوجاتی ہے۔

دوسری حدیث: سُنن ابن ماجہ جو صحاح ستّہ میں سے ایک ہے، میں امام ابن ماجہ نے ایک مستقل باب اس عنوان سے قائم فرمایا۔ "باب من طلق ثلثا فی مجلس واحد" ــــ یعنی یہ باب اُس شخص کے بارے میں ہے جو ایک مجلس میں تین طلاق دے پھر اس باب کے تحت یہ روایت بیان فرمائی ــــ

عن عامر الشعبی قال قلت لفاطمة بنت قیس حدثینی عن طلاقك. قالت طلقنی زوجی ثلثا وهو خارج الی الیمن

عامر شعبی کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہ بنت قیس سے کہا کہ آپ اپنی طلاق کا واقعہ بیان کیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے میرے شوہر نے یمن جلتے وقت تین طلاقیں دی

فاجاز ذالك رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم

تھیں۔ تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ طلاقیں نافذ فرمادیں۔

ابن ماجہ ص۱۴۵ مطبع قدیمی کتب خانہ کراچی

تیسری حدیث:

عن داؤد بن عبادة بن الصامت قال طلق جدي امرأة له الف تطليقة فانطلق ابي الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فذكر ذالك له فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أما اتقى الله جدك اما ثلاث فله واما تسع مائة وسبعة وتسعون فعدوان وظلم ان شاء الله تعالى عذبه وان شاء غفر له

داؤد بن عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ میرے دادا نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دی پھر میرے والد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرہ بیان کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تمہارا دادا! خدا سے نہیں ڈرا۔ تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور ۹۹۷ طلاقیں محض ظلم و زیادتی ہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو اُسے عذاب دے۔ اور چاہے تو اُسے معاف فرمادے۔

مصنف عبد الرزاق ص۳۹۳ ج۶ مطبع بیروت

چوتھی حدیث: صحیح بخاری میں حضرت عویمر عجلانی کے واقعہ لعان میں ہے۔

فلما فرغا قال عويمر كذبت عليها يا رسول الله ان امسكتها فطلقها ثلثا

جب دونوں میاں بیوی لعان سے فارغ ہوئے تو حضرت عویمر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے اُس پر جھوٹ بولا اگر اب اسے اپنے پاس روکے رکھا۔ چنانچہ حضرت عویمر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں

صحیح بخاری جلد دوم ص۷۹۱

سُنن ابوداؤد میں اسی واقعہ کے بارے میں یہ الفاظ منقول ہیں

فطلقها ثلث تطليقات عند رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فانفذه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم

حضرت عویمر عجلانی نے اپنی بیوی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو تین طلاقیں دیں۔ پھر حضور نے تینوں طلاقوں کو نافذ فرمایا

سُنن ابوداؤد ص۳۰۶

کیسی صاف عبارتیں ہیں کہ حضور نے تین طلاقوں کو تین ہی قرار دیا۔

اجماعِ صحابہ سے استدلال

تین طلاقوں کو تین قرار دینے پر حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع و اتفاق رہا ہے

چنانچہ صحیح مسلم شریف میں ہے

كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وابي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلث واحدة فقال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا في امر كانت لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم فامضاه عليهم

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں۔ اور حضرت عمر کے دورِ خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں۔ تو حضرت عمر نے فرمایا کہ لوگوں نے اِس معاملہ میں جلدی سے کام لیا ہے جس میں اُن کے لئے مُہلت تھی کاش ہم ان پر نافذ کردیں۔ چنانچہ آپ نے اس کو (تین طلاقوں کو) اُن پر نافذ فرمادیا

صحیح مسلم جلد اول ص۴۷۷

کتب حدیث میں حضرت عمر کا یہ فرمان تو منقول ہے۔ **مگر** یہ کہیں منقول نہیں کہ کسی صحابی نے آپ کے اس فیصلے سے اختلاف کیا ہو۔ آپ کے اِس فرمان پر ان حضرات کی خاموشی اِس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ اس معاملہ میں آپ سے متفق تھے۔ **ورنہ** کسی ناحق بات پر خاموشی اُن حضرات سے متوقع نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ دینی معاملات میں خلیفہ سے کُھل کر اظہارِ اختلاف اور غیر شرعی کاموں میں حاکمِ وقت کو سرِ عام ٹوکنا اِن حضرات کی خصوصی شان تھی۔ چنانچہ امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے **حدیث** مذکور پر ان الفاظ میں تبصرہ فرمایا

فخاطب عمر بذالك الناس جميعا وفيهم اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ورضي عنهم الذين قد علموا ما تقدم من ذالك في زمن

حضرت عمر نے لوگوں کو اس کیساتھ مخاطب فرمایا حالانکہ ان میں رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے جو اس سے پہلے زمانۂ نبوی کے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم ینکرہ علیہ منہم منکرٌ ولم یدفعہ دافع

— شرح معانی الآثار جلد دوم ص۳۲

طریقِ کار سے واقف تھے ۔ تو ان میں سے نہ کسی انکار کرنے والے نے انکار کیا اور نہ رد کرنے والے نے اسے رد کیا ۔

بعض جلیل القدر صحابۂ کرام کے فتاویٰ

تائید مزید کے طور پر بعض جلیل القدر صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے فتوے بھی پیش کئے جاتے ہیں جس سے قارئینِ کرام کو اس مسئلہ میں صحابہ کرام کے طرزِ عمل کا صحیح اندازہ ہو جائے گا ۔

حضرت علی کا فتویٰ

روی وکیع عن الاعمش عن حبیب بن ثابت قال جاء رجل الی علی بن ابی طالب فقال انی طلقت امرأتی الفا فقال لہ علی بانت منک بثلاث واقسم سائرھن علی نسائک

— فتح القدیر بحوالہ مصنف عبدالرزاق

ایک شخص حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دی ہے ۔ تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا کہ ۔ تیری بیوی تین طلاقوں کے ساتھ تجھ سے جدا ہوگئی اور باقی طلاقیں اپنی دوسری بیویوں پر تقسیم کرلے ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کا فتویٰ:

ان رجلاً جاء الی ابن مسعود فقال انی طلقت امرأتی ثمانی تطلیقات فقال ماذا قیل لک فقال قیل لی بانت منک قال صدقوا ھو مثل ما یقولون

— مؤطا امام مالک کتاب الطلاق

ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دی ہیں آپ نے فرمایا اس بارے میں تجھے کیا مسئلہ بتایا گیا ہے اس نے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ تیری بیوی نکاح سے باہر ہوگئی آپ نے فرمایا انہوں نے سچ کہا مسئلہ اسی طرح ہے جسطرح انہوں نے بیان کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس کا فتویٰ:

عن مجاهد قال کنت عند ابن عباس فجاءہ رجل فقال انہ طلق امرأتہ ثلاثا قال فسکت حتی ظننت انہ رادھا الیہ ثم قال أیطلق احدکم فیرکب الحموقۃ ثم یقول یا ابن عباس یا ابن عباس فان اللہ عزوجل قال ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا وانک لم تتق اللہ فلا اجد لک مخرجا عصیت ربک وبانت منک امرأتک

— ابوداؤد شریف ص۲۹۹

حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس کے پاس حاضر تھا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں مجاہد کہتے ہیں کہ ابن عباس خاموش ہوئے تو میں سمجھا کہ یہ اسے بیوی لوٹا دیں گے ۔ پھر ابن عباس نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی آدمی طلاق دے دیتا ہے اور حماقت پر سوار ہو جاتا ہے ۔ پھر کہتا ہے ۔ اے ابن عباس ۔ اے ابن عباس ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے راستہ نکالتا ہے اور تو خدا سے نہیں ڈرا لہٰذا میں تیرے لئے کوئی راستہ نہیں پاتا ۔ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیرے نکاح سے تیری بیوی نکل گئی

ائمہ اربعہ کا فیصلہ

مسلمانوں کے چاروں امام اس بات پر متفق ہیں کہ ۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے تو اس پر بیوی حرام ہو جاتی ہے ۔ شارح صحیح مسلم امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نواوی فرماتے ہیں

قد اختلف العلماء فی من قال لامرأتہ انت طالق ثلاثا فقال الشافعی و مالک و ابوحنیفۃ واحمد وجماھیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلاث

— شرح صحیح مسلم جلد اول ص۴۷۸

جو شخص اپنی بیوی کو کہے تجھے تین طلاق اس میں علماء کا اختلاف ہے امام شافعی ۔ مالک ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل ، اور جمہور علماء سلف و خلف فرماتے ہیں کہ تین طلاقیں واقع ہونگی ۔

غیر مقلدین کے دلائل اور ان کا تجزیہ

غیر مقلدین کے نزدیک ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے ۔ اس سلسلے میں جو وہ دلائل پیش کرتے ہیں ان میں قدرے وزنی صرف دو دلیلیں ہیں ۔ اسلئے یہاں ۔ انکی فقط وہی ۲ دو دلیلیں اور ان کا **جواب** لکھا جاتا ہے ۔

غیر مقلدین کی پہلی دلیل

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ حضوراکرم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے زمانہ مبُارکہ اور حضرت ابوبکر کے پورے دورِ خلافت اور حضرت عمر کے دورِ خلافت کے ابتدائی ۲ دو سالوں میں تین طلاقیں ایک قرار دیجاتی تھیں۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ لوگوں نے اِس معاملہ میں جلدی کی ہے۔ جسمیں اِن کے لیئے مُہلت تھی۔ کاش ہم اِن پر نافذ کردیں۔ چنانچہ پھر آپ نے اسکو اِن پر نافذ کردیا۔ ═ صحیح مُسلم جلد اوّل صفحہ ۴۷۷ ═

جواب: پہلے تو یہ بات سمجھنی چاہیئے کہ کیا یہ درست ہے کہ جو شخص دورِ نبوی میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تو آنحضرت صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم اس شخص کے حق میں ہمیشہ ایک ہی طلاق کا حکم صادر فرماتے تھے ــــ ؟

دلائل کی روشنی میں یہ موقف درست نہیں کیونکہ حضور پُرنور صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کا بہت سے مواقع پر تین طلاق کا حکم صادر فرمانا احادیثِ گذشتہ سے ثابت ہوچکا ہے۔ اور اس بات سے بھی اِنکار ممکن نہیں کہ حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے بعض مواقع پر تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے ظاہر ہے جو سوال کے ضمن میں مذکور ہوچکی ہے ــــ تو اِس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ آخر وہ کونسی صُورتیں تھیں جن میں حضور سیّد عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلّم تین طلاقوں کا حکم جاری فرماتے اور وہ کونسی صُورتیں تھیں جن میں حضور صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم ایک طلاق کا حکم صادر فرماتے ــــ اِس سلسلے میں گذارش ہے کہ اگر کوئی شخص عہد رسالت میں اپنی بیوی کو تین مجلسوں میں تین طلاقیں دیتا۔ یا ایک لفظ سے تین طلاقیں دیتا مثلاً کہتا کہ تجھے تین طلاق۔ تو یہ ۲ دو ایسی صُورتیں ہیں جن میں تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی تھیں ــــ

پہلی صُورت میں تین طلاق واقع ہونا غیر مقلدین بھی تسلیم کرتے ہیں ــــ اور دوسری صُورت میں تین طلاق کا واقع ہونا گذشتہ احادیث خصوصاً حدیث ابن عمر اور حدیث عویمر عجلانی سے ثابت ہے ــــ

یہاں ایک **تیسری صُورت** ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک مجلس

میں تین الفاظ سے تین طلاقیں دیدے مثلاً یوں کہے تجھے طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق ہے ــــ یہی وہ صُورت ہے جس پر زمانۂ حضور پُرنور صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم میں ایک طلاق کا حکم جاری کیا جاتا تھا ــــ اور زمانۂ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہٗ میں تین طلاق کا حکم صادر فرمایا جاتا تھا ــــ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ۔ جب اس خاص صُورت میں دورِ نبوی وخلافتِ صدیقی میں تین طلاق کو ایک قرار دیا جاتا تھا تو حضرت عُمر نے اِس حکم کو کیسے بدل دیا اور صحابۂ کرام نے ان کے اس فیصلہ کو کیسے تسلیم کرلیا ــــ اِس کا **جواب** یہ ہے کہ زمانۂ رسالت مآب و زمانہ خلافت صدیقی میں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ وہ جب اپنی بیوی کو ان الفاظ سے طلاق دیتے کہ تجھے طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق ہے تو وہ تین طلاقوں کی نیّت سے طلاق نہیں دیتے تھے بلکہ پہلا لفظ طلاق کے ارادہ سے بولتے اور باقی دو لفظ تاکید کے طور لاتے تھے۔ اس لئے عہد نبوی و دورِ صدیقی میں لوگوں کی معروف عادت کے مُطابق ایک طلاق کا حکم صادر کیا جاتا تھا ــــ لیکن جب زمانۂ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہٗ میں لوگوں کی عادت بدل گئی اور لوگ یہی الفاظ تین طلاقوں کے ارادہ سے عام طور پر استعمال کرنے لگے ــــ تو آپ نے اُن کی غالب عادت کے پیشِ نظر باتفاق صحابۂ کرام علیہم الرضوان تین طلاقوں کا حکم صادر فرمایا ــــ ═ ہٰذا توضیح ما قالہ النواوی فی شرح مُسلم وابن الہمام فی الفتح ═

اور یہ کہنا کہ صحابۂ کرام کا یہ فیصلہ چونکہ حضور سیّد عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے فیصلہ کے خلاف تھا اِس لئے ہم حضرت عمر اور دوسرے صحابۂ کرام کا فیصلہ ماننے کو تیّار نہیں۔ قطعاً غلط ہے **کیونکہ** اگر صحابۂ کرام کا اتفاق حکمِ رسُول کے خلاف پر تھا ــــ تو آپ لوگوں نے صحابۂ کرام کو العیاذ باللہ گمراہی پر متفق مان لیا ــــ حالانکہ صحابۂ کرام کا خلافِ شریعت بات پر متفق ہوجانا ازروئے شریعت ناممکن ومحال ہے ــــ چنانچہ حضور سیّد عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں ــــ

ان امتی لا تجتمع علی ضلالة فاذا رأیتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم
═ ابن ماجه ص۲۸۳ ═

میری اُمّت گمراہی پر متفق نہیں ہوگی۔ تو جب تم اختلاف پاؤ تو بڑی جماعت کی اتباع کو لازم پکڑو ــــ

معلوم ہوا کہ ان حضرات کا فیصلہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلہ کے خلاف نہیں تھا ـــ وہ لوگ مزاج شناس رسُول تھے ـــ وہ اسرار و رموزِ شریعت سے واقف تھے ـــ اور اُنھیں دین کا فہم اور شریعت کا درک آج کے غیر مقلدین سے کہیں زیادہ تھا اُنھیں معلوم تھا کہ حضور کا یہ فیصلہ اُسوقت کے لوگوں کے عُرف و عادت پر مبنی تھا ـــ اور اب جبکہ عُرف بدل گیا تو حکم بھی بدل جائیگا ـــ اگر حضوُر کے زمانہ میں بھی حضرت عمر کے دورِ خلافت **جیسے** حالات پیدا ہو جاتے تو یقیناً حضوُر کا وہی فیصلہ ہوتا جو حضرت عمر کا فیصلہ تھا ـــ اور صرف ایک مسئلہ طلاق نہیں شریعتِ مُطہرہ میں آپ ایسے بیشمار مسائل پائیں گے جنکا زمانۂ رسالت مآب میں کچھ اور حکم تھا اور زمانۂ خلافتِ راشدہ میں کچھ اور ـــ اور اُن میں سے اکثر مسائل میں غیر مقلدین ہمارے ہمنوا ہیں ـــ اس مختصر رسالہ میں اُن تمام مسائل کا احاطہ مشکل ہے ـــ صرف چند مسائل مثال کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں ـــ

پہلی مثال

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ اور حضرت ابوبکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ادوارِ مبارکہ میں جمعہ کی صرف ایک آذان ہوا کرتی تھی جو خطیب کے سامنے خطبہ سے پہلے کہی جاتی تھی ـــ **مگر** جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے عہدِ خلافت میں نمازیوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تو آپنے ایک اور اذان کا اضافہ فرمادیا جو اذان خطبہ سے پہلے کہی جانے لگی اور اُس وقت سے اَب تک دنیا کے مُسلمانوں میں یہ اذان معمول بہ ہے ـــ حضرت عثمان غنی کے اس اضافہ پر کسی صحابی کا انکار منقول نہیں۔

اس پر صحیح بخاری کی روایت مُلاحظہ فرمائیں ـــ حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں ـــ

ان الاذان یوم الجمعة کان اوله حین یجلس الامام یوم الجمعة علی المنبر فی عهد رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم وابی بکر وعمر فلما کان فی خلافة عثمان و کثروا امر عثمان یوم الجمعة بالاذان الثالث فاذن به علی الزوراء فثبت الامر علی ذالك ـــ صحیح بخاری جلد اوّل ص۱۲۵

جمعہ کے دِن پہلی اذان اُس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا ـــ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر کے زمانہ میں یہی حال رہا پھر جب حضرت عثمان کا زمانۂ خلافت آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو حضرت عثمان غنی نے جمعہ کے دِن تیسری آذان کا حکم دیا چنانچہ یہ آذان زوراء پر دیگئی پھر یہ سلسلہ یونہی قائم رہا ـــ

نوٹ: حدیث مذکور سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کی تین آذانیں ہیں حالانکہ جمعہ کی آذانیں ۲ دو ہیں ـــ وجہ یہ ہے کہ اس حدیث میں اقامت (تکبیر) کو بھی آذان شمار کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ اس حدیث میں تیسری آذان سے مُراد جمعہ کی پہلی آذان ہے ـــ اسے حدیث پاک میں تیسری اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ مرتبہ ایجاد میں تیسرے نمبر پر ہے ـــ

دوسری مثال

حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مُبارکہ میں شراب پینے کی سزا مُقرر نہیں تھی کبھی شرابی کو جوتے ـــ مُکّے مارے جاتے اور کبھی کھجور کی چند شاخیں ماری جاتی تھیں ـــ اور کبھی چالیس درے مارے جاتے تھے **مگر** حضرت عمر کے دور میں جب شراب نوشی کی کثرت ہوئی تو آپنے حضرت علی (اور بعض روایات میں حضرت عبدُالرحمٰن بن عوف) کے مشورہ سے شراب نوشی کی سزا اسّی ۸۰ کوڑے مقرر فرمائی جسے تمام صحابہ کرام نے قبول کیا ـــ اس سلسلے میں حوالے مُلاحظہ ہوں

(۱) عن السائب بن یزید قال کنا نؤتی بالشارب علی عهد رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم وامرة ابی بکر وصدرا من خلافة عمر فنقوم الیه بایدینا ونعالنا وارديتنا حتّٰی کان آخر امرة عمر فجلد اربعین حتّٰی اذا عتوا وفسقوا جلد ثمانین

ـــ صحیح بخاری جلد دوم ص۱۰۰۲ ـــ

حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ شریف میں اور حضرت ابوبکر کے دورِ خلافت اور حضرت عمر کے ابتدائی دورِ خلافت میں ہمیں شرابی کے پاس لایا جاتا تو ہم اُسے ہاتھوں، اور جوتوں، اور بٹی ہوئی چادروں کے ساتھ مارتے تھے حتّٰی کہ جب حضرت عمر کا آخر دورِ خلافت آیا تو آپنے چالیس ۴۰ کوڑے لگائے یہانتک کہ جب شرابی لوگ حد سے بڑھ گئے اور سرکش ہوگئے تو آپنے ۸۰ اسّی کوڑے لگائے

(۲) عن ثور بن زید الدیلمی ان عمر بن الخطاب استشار فی الخمر یشربها الرجل فقال علی بن ابی طالب نری ان تجلدہ ثمانین فانه اذا شرب سکر واذا سکر هذیٰ واذا هذیٰ افتریٰ اوکما قال فجلد عمر فی الحد ثمانین

ـــ موطا امام مالک کتاب الاشربۃ ـــ

ثور بن زید دیلمی سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے شراب نوشی کی حد (سزا) میں مشورہ لیا تو حضرت علی نے کہا میرے نزدیک اسّی کوڑے مناسب ہیں کیونکہ جب آدمی شراب پیئے گا تو مست ہو جائیگا اور جب مست ہو جائیگا تو بیہودہ باتیں بکے گا اور جب بیہودہ باتیں بکے گا تو بہتان باندھے گا۔ یا جو کچھ آپ نے فرمایا چنانچہ حضرت عمر نے اسّی کوڑے سزا مقرر فرمائی

تیسری مثال

صحابۂ کرام علیہم الرّضوان آذان و امامت کی تنخواہیں وصول نہیں کرتے تھے بلکہ اُسے سخت بُرا جانتے تھے اور خود آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے بعض صحابۂ کرام سے یہ عہد لیا تھا کہ تم ایسا مؤذن مقرر کروگے جو تنخواہ نہ لے اس سلسلے میں ۲ دو حدیثیں مُلاحظہ ہوں ـــ

(۱) عن عثمان بن ابی العاص قال آخر ماعهد الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اتخذ موذنا لایاخذ علیٰ آذانه اجرا۔

ـــ ترمذی شریف ص۵۱ ـــ

عثمان بن ابوالعاص فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جو آخری عہد لیا وہ یہ تھا کہ میں ایسا مؤذن مقرر کروں جو آذان کی تنخواہ نہ لیا کرے ـــ

---

(۲) واخرج ابن حبان عن یحیی البکالی قال سمعت رجلا قال لابن عمر انی لابغضك فی اللہ فقال سبحان اللہ احبك فی اللہ وتبغضنی فی اللہ قال نعم انك تسئال علی آذانك اجرا

ـــ نیل الاوطار جلد دوم ص۵۸-۵۹ ـــ

ابن حبان یحییٰ بکالی سے راوی ہیں کہ میں نے ایک شخص کو حضرت ابن عمر سے کہتے سُنا کہ میں آپ سے محض خُدا کے لئے محبّت کرتا ہوں حضرت ابنِ عمر نے فرمایا کہ میں تم سے محض خُدا کے لئے بغض رکھتا ہوں۔ اس نے ازراہِ تعجب کہا سبحان اللہ! میں تو آپ سے خُدا کیلئے محبّت کرتا ہوں اور آپ خدا کیلئے مجھ سے بغض رکھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں اسلئے کہ تم آذان پر تنخواہ لیتے ہو۔

چوتھی مثال

سیّد العالمین محمدّ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے صرف رمضان کی تین راتوں یعنی تیئسویں ۲۳۔ پچیسویں ۲۵ اور ستائیسویں ۲۷ کو نماز تراویح جماعت کیساتھ پڑھائی۔ لوگ حضرت عمر کے ابتدائی دور تک یونہی الگ الگ نماز تراویح ادا کیا کرتے پھر حضرت عُمر نے حضرت ابی بن کعب کی اقتدا میں لوگوں کو جمع فرمایا اور لوگ ایک امام کے پیچھے باجماعت نماز تراویح ادا کرنے لگے ـــ بخاری شریف جلد اوّل ص۲۶۹ ومشکوٰۃ شریف باب قیام شہر رمضان فصل ثانی بحوالہ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ وترمذی ـــ

دورِ فاروقی سے اَبتک دُنیا کے تمام کلمہ گو بشمُول غیر مقلدین نماز تراویح باقاعدگی سے باجماعت ادا کرتے ہیں ـــ

غیر مُقلدین سے سوال ہے کہ:

(۱)ـــ جمُعہ کی ۲ دو آذانیں آپ لوگ بھی جائز مانتے ہیں حالانکہ زمانۂ نبوی و دورِ صدیقی و فاروقی میں صِرف ایک آذان دی جاتی تھی ـــ

(۲)ـــ شراب پینے کی حد (سزا) آپکے ہاں بھی اسّی ۸۰ کوڑے ہے۔ جبکہ زمانۂ رسالت مآب میں شراب نوشی کی حد مقرر نہیں تھی

(۳)ـــ آپکے فرقہ کے مولوی صاحبان امامت و آذان پر وظائف پلتے ہیں جبکہ آذان و امامت اور ان جیسی عبادات پر تنخواہیں لینا دورِ نبوی و دورِ صحابہ میں ثابت نہیں بلکہ اس کی مُمانعت ثابت ہے۔ جس کا ذِکر پہلے آچکا ہے۔ پھر بتایا جائے کہ آپ لوگ آذان و امامت کی تنخواہیں کیوں وصول کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ لوگ عمل بالحدیث کے دعویدار اور اپنے آپ کو اہلحدیث کہلاتے ہیں ـــ

(۴)ـــ حضوُر سرورِ کائنات صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے صِرف تین ۳ رات تراویح پڑھائیں پھر آپ لوگ رمضان کی ہر رات میں باجماعت تراویح کا اہتمام کیوں کرتے ہیں ـــ

(۵)ـــ حضوُر سیّد عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا تراویح میں ختمِ قرآن فرمانا ثابت نہیں پھر آپ

لوگ ہر سال رمضان میں تراویح کے اندر ختم قرآن کا التزام کیوں کرتے ہیں ـــــ

(۶) ـــ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو گھروں میں تراویح پڑھنے کا حکم دیا چنانچہ نماز تراویح کے بارے میں خاص طور پر ارشاد فرمایا ـــــ

نصلّوا یا ایھا الناس فی بیوتکم فان افضل صلوة المرء فی بیتہ الا الصلوة المکتوبة

ـــ مشکوٰۃ شریف ص۱۱۴ بحوالہ بخاری مسلم ـــ

اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو کیونکہ مرد کی سب سے بہتر نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر میں پڑھے ـــ سوا فرض نمازوں کے ـــــ

اب بتایا جائے کہ ان امور کے جائز ہونے کی وجہ ـــ اگر تبدیلئ حالات و اسباب یا عمل صحابۂ کرام ہے ـــ تو یہ وجہ جواز تین طلاقوں کے مسئلہ میں بھی پائی جاتی ہے کیونکہ تین طلاقوں کے واقع ہونے پر صحابۂ کرام کا اتفاق بھی موجود ہے جو تبدیلئ حالات و علل کے پیش نظر ہوا ـــ **لہٰذا** آپ لوگوں کو چاہئے کہ گذشتہ مسائل کی طرح مسئلہ طلاق میں بھی آپ صحابۂ کرام سے اتفاق کریں ـــ اور آپ اہل حدیث حضرات نے یہ حدیث تو ضرور پڑھی یا سُنی ہوگی کہ علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین ـــ یعنی تم لوگ میرے طریقے اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کو لازم پکڑو ـــ اب یا تو آپ لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ راشد نہیں مانتے تب تو آپ سے اِس مسئلہ پر گفتگو ہی بیکار ہے ـــ اور یا خلیفۂ راشد مانتے ہیں تو پھر ان کے طریقے سے منحرف کیوں ہوتے ہیں ـــ جبکہ خلفاءِ راشدین کے طریقوں کو اپنانا حدیث شریف کی رو سے لازم ہے ـــ تعجب ہے کہ کہلاتے اہل حدیث ہیں اور عمل بالحدیث سے جی چراتے ہیں ـــــ

خدارا اہل حدیث کہلاتے ہوئے کچھ تو شرمائیے ـــ اس لفظ کا کچھ تو بھرم رکھئے ـــ

غیر مقلدین کی دوسری دلیل:

عن ابن عباس قال طلق رکانة بن عبد یزید اخو بنی مطلب

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں

امرأته ثلثا فی مجلس واحد فحزن علیها حزنا شدیدا قال فسأله رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كيف طلقتها قال طلقتها ثلثا قال فقال فی مجلس واحد قال نعم قال فانما تلك واحدة فارجعها ان شئت فرجعها ـــــ

ـــ مسند امام احمد ص۲۶۵ جلد اوّل ـــ

تین طلاقیں دی تھیں پھر انھیں اس پر شدید صدمہ ہوا (پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے) تو حضور نے ان سے پوچھا کہ تم نے کس طرح طلاق دی تھی انھوں نے عرض کیا کہ میں نے تین طلاقیں دی تھیں۔ حضور نے فرمایا کیا ایک مجلس میں؟ عرض کیا ہاں حضور نے فرمایا یہ ایک ہی (طلاق) ہے تم چاہو تو رجوع کرلو ـــ چنانچہ حضرت رکانہ نے رجوع کرلیا ـــــ

جواب حدیث رکانہ مختلف اسناد اور مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے ـــ لیکن امام ابوداؤد نے جس روایت کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے اس کے مطابق حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں نہیں دی تھیں بلکہ طلاق البتہ دی تھی ـــ یعنی یوں کہا تھا انت طالق البتة ـــ بتّ کا معنیٰ کاٹنا ہے یعنی تجھے ایسی طلاق ہے جو میرے اور تیرے درمیان تعلق نکاح کو کاٹ دے اور فوری طور پر تعلق نکاح تین طلاقوں سے بھی کٹ جاتا ہے ـــ اور ایک طلاق بائن سے بھی لہٰذا یہ لفظ طلاق بائن کا بھی محتمل ہے اور تین طلاقوں کا بھی ـــ اگرچہ اس دور میں لفظِ البتّہ عموماً تین طلاق کے لئے بولا جاتا تھا مگر چونکہ ایک طلاق کا بھی محتمل تھا اس لئے حضور نے حضرت رکانہ سے نیّت پوچھی کہ اس لفظ سے تمہاری کیا مراد تھی ـــ جب اُنھوں نے قسم اُٹھا کر اپنی نیّت بتائی کہ میں نے یہ لفظ ایک طلاق کی نیّت سے بولا ہے ـــ تو آپ نے ایک طلاق (بائن) قرار دے کر دوبارہ نکاح کا حکم فرمایا جسے رجوع بالنکاح بھی کہتے ہیں ـــــ

خلاصۂ کلام یہ نکلا کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاق نہیں دی تھیں بلکہ ایسے لفظ سے طلاق دی تھی جو ایک طلاق کا بھی محتمل تھا اور تین طلاق کا بھی محتمل تھا ـــ تو جب انھوں نے تین طلاقیں ہی نہیں دیں تو اس سے آپ کا یہ مدعیٰ کیسے ثابت ہوا کہ حضور نے تین طلاقوں کو ایک قرار دیا ـــ ہاں اس قصّہ سے یہ ثابت ہوا کہ حضور نے حضرت رکانہ سے

ایک ایسے لفظ کی بابت حلف لے کر ایک طلاق کا فیصلہ فرمایا جو ایک طلاق کا بھی محتمل تھا اور تین طلاق کا بھی۔ اور ظاہر ہے اس صورت سے آپ کے مدعیٰ کا کوئی تعلق نہیں ـــــ سنن ابوداؤد جو صحاح ستہ میں سے ایک ہے کی روایت مذکورہ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں ـــــ

عن نافع بن عجير بن عبد يزيد بن ركانة ان ركانة بن عبد يزيد طلق امرأته سهيمة البتة فاخبر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بذلك فقال والله ما اردت الا واحدة فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم والله ما اردت الا واحدة فقال ركانة والله ما اردت الا واحدة فردها اليه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فطلقها الثانية فى زمان عمر والثالثة فى زمان عثمان

ـــ ابوداؤد ص۳۰۰ ـــ

نافع بن عجیر بن عبد یزید بن رکانہ سے روایت ہے کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سہیمہ کو طلاق البتہ دی تھی۔ پھر حضور کو اس معاملہ کی اطلاع دی گئی، حضرت رکانہ نے عرض کیا بخدا میں نے (اس لفظ سے) صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا ـــ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (کیا) بخدا صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت رکانہ نے عرض کیا بخدا میں نے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا پھر حضور نے انھیں انکی بیوی لوٹا دی۔ پھر رکانہ نے اسے حضرت عمر کے دور میں دوسری طلاق دی ـــ اور حضرت عثمان غنی کے دور میں تیسری طلاق دی ـــ

پھر امام ابوداؤد نے عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ سے بھی ایسی ہی روایت نقل فرمائی کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی جس پر حضور نے ان سے حلف لیا کہ تمھاری کیا مراد تھی ـــ جب حضرت رکانہ نے قسم اٹھا کر کہا کہ میں نے ایک طلاق کے ارادہ سے یہ الفاظ بولے ہیں تو حضور نے ان کے ارادہ کو صحیح قرار دیا ـــــ

امام ابوداؤد نے ان ۲ دو روایتوں میں (جن سے ثابت ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں نہیں دی تھیں بلکہ طلاق بتہ دی تھی) اور اس روایت میں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رکانہ نے تین طلاقیں دی تھیں ان الفاظ میں موازنہ فرمایا ـــــ

وحديث نافع بن عجير وعبد الله بن علي بن يزيد بن ركانة عن ابيه عن جده ان ركانة طلق امرأته فردها اليه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اصح لان ولد الرجل واهله اعلم به ان ركانة انما طلق امرأته البتة فجعلها النبي صلى الله تعالى عليه وسلم واحداً

ـــ ابوداؤد شریف ص۲۹۸، ص۲۹۹ ـــ

نافع بن عجیر اور عبداللہ بن علی والی حدیث (جس کو ہم تفصیل سے نقل کر چکے ہیں) زیادہ صحیح ہے (اس حدیث کے مقابلہ میں جس میں حضرت رکانہ کی طرف تین طلاقوں کی نسبت کی گئی ہے) کیونکہ آدمی کی اولاد اور اس کے گھر والے ایسے معاملات میں زیادہ واقف ہوتے ہیں بیشک حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو صرف طلاق بتہ دی تھی جسکو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قرار دیا تھا ـــــ

ان تفصیلی حوالوں سے قارئین کرام نے جان لیا ہوگا کہ حضرت رکانہ کے واقعۂ طلاق کی اصل حقیقت کیا ہے ـــــ اور اگر اب بھی غیر مقلدین اس بات پر بضد ہوں کہ حضرت رکانہ نے ایک نشست میں تین طلاقیں دی تھیں اور پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے حلف لے کر تین طلاق کو ایک طلاق قرار دیا تو پھر بھی یہ حدیث آپ کے مسلک کے سراسر خلاف ہے آپ کے نزدیک تو ایک نشست میں دیجانے والی تین طلاقیں بہرصورت ایک قرار پاتی ہیں چاہے شوہر تین طلاقیں تین کے ارادے سے دے چاہے ایک طلاق کے ارادے سے دے جبکہ اس واقعہ میں حضور نے تین طلاقوں کو ایک طلاق اس وقت قرار دیا جب حضرت رکانہ نے حلف اٹھایا کہ انھوں نے تین طلاق کے الفاظ ایک طلاق کے ارادے سے کہے ہیں۔ اس واقعہ سے تو یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص تین طلاق دینے کے ارادہ سے تین بار طلاق کے الفاظ بولے تو تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں ـــ حالانکہ آپ کے مسلک میں اس کی قطعی گنجائش نہیں ـــــ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

اہلسنّت کی کُتب عوام کو پڑھوا کر اپنے بزرگوں کو ثواب عظیم پہنچائیں تاکہ فوت شُدہ کو اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے بے انتہا عظیم ثواب کے ساتھ اللہ تعالیٰ اُسکے صِلہ میں آپکی بھی مُشکلات دُور فرمائے آپ ایک بار آزما کر تو دیکھیں

نام کتب	نرخ	نام کتب	نرخ
سُنّی حنفی نماز (سُنّی ترجمہ) نیوز پیپر		غسل کی سُنّتیں نیوز پیپر	
فاتحہ کا طریقہ ۳/ ختم ڈیٹ جو طریقو		اسلام میں والدین کا مُقام	
قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی		مجموعہ مناجات یعنی سُنّی مناجاتِ مقبول	
گھروں میں بولے جانیوالے کفریہ کلمات		مجموعہ سلام مجموعہ نعت	
کیا کافر کو بھی کافر نہ کہنا چاہیئے؟ نیوز پیپر		احکامِ دعوتِ طعام کھانے پینے کی سُنّتیں نیوز	
داڑھی اسلام کا شعار عظیم ہے		دُعا بعد نمازِ جنازہ کا ثبوت نیوز پیپر	
بہارِ عقیدت		خاکِ حجاز کے نگہبان نیوز پیپر	
نوری تحفہ مسلمانو! حق و باطل کو پہچانو نیوز		قادری رضوی مجموعہ وظائف عکسی	
قصیدہ غوثیہ		سوانحِ امام احمد رضا نیوز پیپر	
احکامِ عقیقہ مع بچوں کے اسلامی نام نیوز		تمہیدِ ایمان بآیاتُ القرآن نیوز پیپر	
بارہ مہینوں کے مختصر وظائف		سیرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (سندی)	
شادی کا تحفہ یعنی حقوق الزوجین		نوری طغریٰ	